

مور و مسلمانوں سے طویل ترین امریکی جنگ

ڈینی سجرن °

گذشتہ انیس برسوں [۲۰۰۱ء-۲۰۲۰ء] سے امریکی فوج نے دنیا کی ایک انہتائی دورافتادہ سر زمین پر جنگجو قبائلی مسلمانوں کے خلاف جنگ چھپیر رکھی ہے۔ کیا یہ صورت حال کچھ جانی پہچانی نہیں معلوم ہوتی ہے؟

جی ہاں، اس صورت حال کے جانے پہچانے ہونے میں کوئی شک نہیں ہے، کیوں کہ ایک صدی سے زائد عرصہ پہلے، فلپائن کے انہتائی جنوبی جزائر میں اس جنگ کا آغاز ہوا۔ اس وقت امریکی فوجی، افغانستان کے طالبان سے نہیں بلکہ انہتائی خود مختار اور آزاد اسلامی قبائلی، مورو و مسلمانوں کے خلاف جنگ لڑ رہے تھے۔ تب غیر ملکی حملہ آوروں کے خلاف ان قبائلیوں کی شدید مزاحمت کے قصے بہت مشہور تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے زمانے میں محض چند افراد نے ہی مور و مسلمانوں کے خلاف امریکی جنگ (۱۸۹۹ء-۱۹۱۳ء) کے متعلق سن رکھا ہوگا۔ اس کے بعد افغانستان میں امریکی فوجی مداخلت، امریکا کی دوسری طویل ترین جنگ ثابت ہوئی ہے۔

عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ امریکا نے اس وقت مسلم دنیا میں با مقصد انداز میں دل چسپی لینا شروع کی، جب واشگٹن ۱۹۷۹ء میں ایرانی انقلاب میں الجھ کر رہ گیا۔ اسی سال کے آخر میں افغانستان پر سابق کمیونسٹ روسی سلطنت حملہ آور ہوئی۔ یہ واقعات اگرچہ ایک ہی سال میں رومنا ہوئے، لیکن معاملہ اس قدر سادہ نہیں۔ انیسویں صدی میں امریکیوں کے خلاف مور نسل کے مسلمانوں نے ایک طویل چھاپ مار جنگ لڑی۔ یہ ”ہسپانوی اور امریکی جنگ“ کا شاخمنہ تھی۔

○ امریکی فوجی مؤرخ اور مصنف: *Ghostriders of Baghdad: Myth of the Surge*: کنساس، امریکا

یہ ہم نہ صرف تاریخ بلکہ اجتماعی امریکی یادداشت سے محو ہو چکی ہے۔ مثال کے طور پر 'مورو مسلمانوں کے خلاف جنگ' کے موضوع پر [کتابوں کی فراہمی کے عالی نیٹ ورک] 'امیزوں' سے دست یاب بنیادی کتب صرف سات کی تعداد میں سامنے آتی ہیں۔ اس کے عکس امریکی جنگ ویت نام کے متعلق بنیادی معلومات فراہم کرنے والی کتب کی تعداد ۱۰۰ ہزار سے کہیں زیادہ ہے۔ یہ چیز اپنی جگہ ایک پُرا سرار امر ہے۔ جنوبی فلپائن کے جزاں میں جنگ، ازاں بعد ویت نام میں رواتی امریکی فوجی کا روایی سے نہ صرف بچھے برس طویل تھی بلکہ اس جنگ کے نتیجے میں ۸۸ کا نگریشل میڈلز فار آئز عطا کیے گئے، اور مستقبل کے پانچ امریکی آرمی چیف بھی انھی فوجیوں سے ترقی کر کے مقرر ہوئے۔ اگرچہ فلپائن کے شامی جزاں میں شورش اور سرکشی کے خلاف جنگ ۱۹۰۲ء میں ختم ہو گئی تھی، لیکن مورو باغی مزید ایک عشرے تک لڑتے رہے۔ جیسا کہ لیفٹینٹ مین فیلوس ۔۔۔ بعد ازاں آرمی ایویشن کے بانی نے لکھا: "فلپائن کی شورش کو بہت کم ان مشکلات سے مقابل کیا جاسکتا ہے، جو ہمیں مورو [مسلمانوں] کے ساتھ جنگ میں پیش آئیں"۔

مورو مسلمانوں کے خلاف جنگ کے حوالے سے ذیل میں کچھ نکات پیش کیے جا رہے ہیں: یہ جنگ حتی طور پر امریکا کی ایک ناکام جنگ ہے۔ اس جنگ کو کسی ایک عرصے کے خونیں الیے کے طور پر نہیں، بلکہ دنسل درنسل جدوجہد کے طور پر دیکھنا چاہیے۔ مورو ولینڈ سےاظہر امریکی فوج کے اخلاک کے باوجود ایک سو سال بعد، مجاہدین اسلام اور دیگر علاقائی شورشیں، بدستور جنوبی فلپائن کو متاثر کرتی رہی ہیں۔

خوش آمدید مورو ولینڈ

مورو جزاں اور افغان عقبی علاقے کے درمیان کئی صورتوں میں خاصی مشابہت پائی جاتی ہے۔ مسٹرانوائے کا مورو جزیرہ، خود آر لینڈ سے بڑا ہے۔ ۳۶۹ سے زائد جنوبی فلپائنی جزاں تقریباً دشوارگزار اور غیر ترقی یافتہ علاقے ہیں، جو ایک لاکھ ۱۶ ہزار ۸۰۹۵ مربع کلومیٹر طویل پتنہ سڑکیں موجود تھیں۔ یہ سر زمین اس قدر دشوارگزار ہے کہ یہ فوجی دُورافتادہ علاقوں کو bando (غیر آباد) کہتے تھے، جو تیکا گ زبان کے ایک لفظ پہاڑی علاقہ کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ اور اب یہ لفظ امریکی ذخیرہ الفاظ میں داخل ہے۔

۱۸۹۲ء میں اپین سے بے دخل کیے گئے مسلمانوں کے ذریعے یہ مقامی مسلم قبائل منظم ہوئے۔

اسلام عرب سوداگروں اور تاجریوں کے ذریعے ۱۲۱۰ء میں یہاں آیا تھا۔ اسلام ہی نے ان جزائر کے درجنوں کشیرات ہند میں اور لسانی دھڑوں کو ایک قوتِ اتفاق مہیا کی۔ ان کی آمد سے پہلے یہاں قبیلوں کے درمیان جنگیں معمول کا حصہ تھیں۔ فلپائن میں تین صدیوں کی حکومت کے دوران، ہسپانیوں نے مورو لینڈ میں محض علامتی موجودگی سے زیادہ کبھی کچھ ظاہر نہیں کیا۔

مورو اور افغان خریبت پسندوں میں اور بھی مشاہدتوں ہیں۔ دونوں، افغان اور مورو، جنگجو فطرت و میلان کے حامل ہیں۔ ہر باغ مورو، تواریخِ تن کرتا اور جب بھی ممکن ہوتا، اس کے پاس آتشیں اسلجہ بھی ہوتا۔ ایکسویں صدی کے افغانوں کی طرح انیسویں صدی کے مورو، اکثر اوقات، قابض امریکی فوجوں کے خلاف طاقت استعمال کرتے۔ حتیٰ کہ مورو خود کش بمبار کا ابتدائی روپ 'جورامینھاڈو' (Juramentado) بھی تھے۔ جو اپنا سرمنڈاد دیتے اور سفید لباس پہن کر امریکی فوجوں کے خلاف زندگی اور موت کی جنگ کے لیے پیش قدمی کرتے۔ یوں مورو مسلمانوں کی طرف سے امریکی قابض فوجوں کو نشانہ بنانے کی بے مثال صلاحیت توڑنے کے لیے امریکی فوج نے کلاٹ ۲۵ پستول کا استعمال شروع کر دیا۔

خلج فنیلا میں ہسپانوی بیڑے کو شکست دینے اور وہاں موجودہ محافظ فوج کو باتا خیر شکست دینے کے بعد، امریکا نے ۱۸۸۹ء کے 'معاہدہ پیرس' کے تحت فلپائن کو اپنی عمل داری میں شامل کرایا اور یہ فیصلہ کرتے وقت مورو مسلم قبائل سے مشاورت تک نہ کی گئی۔ اپین حکومت اپنے زیر انتظام علاقوں میں ہمیشہ محتاط رہیا کرتی تھی، جب کہ موروں نے تو پیرس کے متعلق کچھ سنائھی نہیں تھا۔ امریکی جزیل جان بیٹھ، جو مرکزی فلپائنی شورش کو ختم کرنے پر اپنی توجہ مرکوز کیے ہوئے تھا، اس نے مورو رہنماؤں کے ساتھ ایک معاہدے پر دستخط کیے کہ "امریکا ان کے حقوق اور وقار، یا نہیں عقائد و رسوم، میں مداخلت نہیں کرے گا"۔ تاہم، جزیل جان بیٹھ نے جب مناسب جانا، یہ معاہدہ کا نہ کھض ایک لکڑا ثابت ہوا۔ دراصل وائٹمن نے ان مورو قبائلی رہنماؤں کے ساتھ تعلقات کو اپنی میں وحشی، مقامی قبائل کی حیثیت ہی سے دیکھا۔

جزیل بیٹھ کا معاہدہ اس وقت تک قائم رہا، جب تک امریکی فوج اور سیاسی رہنماؤں کو اس کی

ضرورت تھی۔ بلاشبہ یہ معاہدہ ان جزاً میں امن کی واحد امید تھی۔ مورو لینڈ میں 'محدو ابتدائی امریکی مقاصد' ۲۰۰۱ء میں افغانستان پر امریکی سی آئی اے / پیش فورسز کے حملے کے 'محدو مقاصد' کے مانند تھے۔ پھر یہ دونوں ہنگی جنگیں ثابت ہوئیں۔ افغانستان پر قبضہ جمانے کے بے سود مقاصد یہ تھے کہ 'جمهوریت کا فروغ اور دہشت گردی' کا خاتمه۔ امریکی فوجی افسران اور سیاسی انتظامیہ مورو میں بھی یہ موهوم کھیل کھیلنا چاہتے تھے، لیکن یہیں معاہدہ کی منسوخی کا نتیجہ جنگ کی صورت میں برآمد ہوا۔

نقطہ بارے نظر اور حکمت عملیاں

مورو لینڈ میں امریکیوں نے اسی طرح جنگ لڑی، جس طرح ۲۰۰۱ء سے 'دہشت گردی' کے خلاف افغانستان میں جنگ۔ فتح کی حکمت عملی یا اپنائی گئی کہ زیادہ تر دُور افتادہ علاقوں میں موجود نوجوان افسروں کے ذریعے جنگ کی دھاک بٹھائی جائے۔ اس طرح پکھ کوتو کامیابی نصیب ہوئی، جب کہ کہیں بڑی طرح ناکام ہو گئے۔ تاہم، وہ دُور افتادہ ملک کے عوام پر 'جمهوریت' اور امریکی طرزِ زندگی مسلط کرنے میں ہرگز کامیاب نہ ہو سکے۔ مورو لینڈ میں امریکی راج مسلط کرنے کے لیے عدم ربط، عدم تسلسل اور مسلسل تبدیل ہوتی حکمت عملیاں سامنے آئیں۔

جب مورو قبائل نے امریکی فوجیوں پر قفقہ و قفقے سے چھاپا مار کارروائیاں شروع کیں، تو ان کے خلاف ایک جابران فوجی ہم کا آغاز کر دیا گیا۔ اس قسم کے پہلے واقعے میں، جزء ادا شیفے (بعد ازاں آرمی چیف آف اسٹاف) نے مقامی مورو قبائل کے راهنماؤں کو دو ہفتے کی مہلت دی کہ حملہ آور چھاپا ماروں کو ہمارے حوالے کر دیا جائے۔ وہ جنہیں ایک زمانے میں امریکیوں کے ہسپانوی پیش رو بھی فتح نہیں کر سکتے تھے، انہوں نے انکار کر دیا۔

کرٹل فریئک بالڈون نے فوج کشی کی قیادت کرتے ہوئے مورو قبائل پر فتح حاصل کرنے کے لیے ظالما نہ اور خوب رینز ہتھ کنڈے (جو اکیسویں صدی کے افغانستان میں رُوپے عمل ہتھ کنڈوں سے ملتے جلتے تھے) استعمال کیے۔ تاہم، کچھ نوجوان فوجی افسروں نے کرٹل فریئک کے نقطۂ نظر سے اختلاف کیا۔ بریگیڈیئر جزء ایک جان بے پرشنگ نے شکایت کی کہ "کرٹل بالڈون چاہتا تھا کہ وہ پہلے مورو قبائل کو گولی مار دے اور بعد میں انھیں زیتون کی شاخ پیش کرے"۔

اگلے ۱۳ برس کے دوران ایک دوسرے کے بعد آنے والے امریکی کمانڈروں اور افسر شاہی

کے درمیان چھپا شہزادی رہی کہ کس طرح فتح حاصل کی جائے۔ یہ بالکل دیسی جنگ تھی، جس نے نائیں بیون کے بعد امریکی فوج کو نقصان پہنچایا۔ ایک طبقے کا خیال تھا کہ ”محض جارحانہ اور ظالمانہ کا رواہیاں ہی جنگجو مورو و قبائل کو تغیر کر سکتی ہیں۔ جس طرح جزء جاز جو ایوس نے ۱۹۰۲ء میں لکھا کہ ہمیں یہ امر فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ طاقت، واحد حکمت عملی ہے، جس کا مور و احترام کرتے ہیں۔“

لیکن پرشنگ جنیسی سوچ رکھنے والوں نے اختلاف کیا اور صبر و تحمل کے ساتھ مور و ہنماؤں کے ساتھ معاملات طے کیے۔ قدرے مجبول فوجی اثر برقرار کھانا اور خالقانہ خیالات کو بھی تسلیم کیا۔ فلپائن میں خدمات انجام دیتے ہوئے پرشنگ کے بیانات نے ۲۰۱۶ء کی صدارتی انتخابی ہم کے دوران ایک بار توجہ حاصل کر لی، جب صدارتی امیدوار ڈونالڈ ٹرمپ نے دانستہ ایک جھوٹی کہانی دہرائی کہ کس طرح ”اس وقت کے جان پرشنگ (پہلی جنگ عظیم کے دوران امریکی افواج کے اعلیٰ کمانڈر) جیسے ایک ترش اور بینہ خوشنص نے ایک بار ۵۰ مسلمان دہشت گرد، گرفتار کر لیے، ۵۰ گولیوں کو سور کے خون میں ترکیا، ان میں سے ۴۹ کو گولی مار کر ہلاک کر دیا اور ایک کو محض اس لیے چھوڑ دیا، تاکہ وہ یہ خونیں واقعہ اپنے باغی ساتھیوں کو سنا سکے۔“ ٹرمپ کے مطابق اس کہانی کا نتیجہ یہ تھا کہ ”آیندہ ۲۵ برس تک وہاں کوئی مسئلہ پیدا نہ ہوا، ٹھیک ہے نا!“ حالانکہ عملی طور پر اس کے باوجود فلپائن کی شورش مزید ایک عشرے تک جاری رہی اور پھر ان جزاں میں مسلم علیحدگی پسند بغاوت آج بھی موجود ہے۔

درحقیقت، پرشنگ عرف بلیک جیک، مور ولینڈ میں امریکی کمانڈر تھا۔ اس نے مقامی بولی سیکھی۔ وہ ڈورافتادہ دیپہات کا سفر کرتا اور گھنٹوں سپاری چباتا رہتا (جس کے استعمال سے بدن میں چحتی اور مستعدی پیدا ہوتی تھی) اور مقامی لوگوں کے مسائل سنبھال پرشنگ بظاہر نرم ٹھوٹھا، لیکن بعض اوقات وہ کہیں زیادہ خباشت کا بھی مظاہرہ کرتا۔ دراصل اس کی جبلت یہی تھی کہ سب سے پہلی بات چیت کی جائے اور آخری چارہ کا رکار کے طور پر لڑائی کا راستہ اپنایا جائے۔

جب پرشنگ کے بعد جزء لیوزڈ ووڈ، مور ولینڈ میں تعینات ہوا تو حکمت عملی تبدیل ہو گئی۔ اپنی جنگلوں میں گرنیمو (Geronimo) ہم کے ایک کہنہ مشق افسروں بعد ازاں مستقبل میں ایک اور امریکی چیف آف سٹاف (میسوری میں ایک امریکی فوجی اڈا اس کے نام پر ہے) نے

موروں کے خلاف اپنی مہمات میں Scorched Earth Tactics (ایسی فوجی کارروائیاں جن کے ذریعے دشمن کے لیے مفید ہر چیز تباہ کر دی جاتی ہے) استعمال کیے اور کہا کہ ”انھیں اس طرح صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے جیسا کہ امریکا کے ریڈ انڈیز کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا“۔ اس نے یہ جنگ جیت کر ہزاروں مقامیوں کو ذبح کر دیا، لیکن مورو مراحت کو ختم نہ کر سکا۔

اس عمل کے دوران، اس نے بیٹھ نامی معاهدہ بھی روڈی کی ٹوکری میں پھینک دیا، اور مغربی طرز کا فوجداری انصاف کا نظام نافذ کر دیا۔ اس نے امریکی طرز کی سڑکوں، اسکولوں کی تعمیر کے علاوہ انفراسٹرکچر کی بہتری پر قوم خرچ کیں۔ موروں پر نئے نیکیں عائد کر دیے، جن کو قبائلی رہنماؤں نے اپنے سماجی، سیاسی اور مذہبی رسوم و رواج پر حملہ تصور کیا۔

اس کی کارروائیوں کی مثال امریکی اتحادی فوجوں کی زیر پرستی اس انجمن کے مانند تھی، جس نے عراق پر ۲۰۰۳ء میں امریکی حملے کے بعد حکومت کی۔ اس غیر منتخب ادارے میں بذاتِ خود جزو لیونزاد ووڈ (جس کا ووڈ دو دفعہ گنا جاتا تھا)، دو امریکی افسران، اور دو امریکی سیاسی حکام شامل تھے۔ ووڈ نے نہایت تکبر کے عالم میں فلپائن کے امریکی گورنر، مستقبل کے صدر ولیم ہوارڈ ٹافت کے نام لکھا: ”اس وقت یہی ضروری ہے کہ موروں کے خلاف سخت ترین کارروائی کی جائے اور قانون پرستی سے عمل کیا جائے۔“

لیونزاد ووڈ کے ایک ماتحت کمانڈر میجر رابرٹ بلارڈ (پہلی جنگ عظیم میں پہلی انفسنگری ڈویژن کے کمانڈر) نے لکھا کہ ”یہاں کے عوام کے متعلق ووڈ کی بہت کم معلومات ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے وہ معلومات حاصل کیے بغیر ہر چیز اپنی مرضی کے مطابق کرنا چاہتا ہے۔“

اس کی مرضی اور ہتھکنڈوں کا نمونہ یہ تھا کہ مخصوص مورو، دیہات پر توپ خانے سے بمباری کی گئی، بے شمار خواتین اور بچوں کو ہلاک کر دیا اور پھر بیادہ فوج کے ساتھ دھاوا بول دیا۔ اس یلغار کے نتیجے میں تقریباً کوئی بھی قیدی نہیں لے جایا گیا، یعنی سب کو ختم کر دیا گیا۔ یوں بے شمار جانی نقصان ہوا۔ اسی طرح جلوکے جزیرے پر ایک ایسی ہی ہم کے نتیجے میں ۵ ہزار مورو (جزیرے کی آبادی کا ۲ فی صد) کو ہلاک کر دیا۔ جب کبھی اخبارات کو اس قتل عام کے متعلق بھنک پڑی، ووڈ نے حقائق کو مسخ کرنے یا جھوٹی کہانیاں سنانے سے کبھی بچکا ہٹ کا مظاہرہ نہیں کیا، تاکہ

اپنی ظالمناہ کارروائیوں سے بریت حاصل کی جائے۔ تاہم، جب اس کے ذاتی محافظ نے منہ کھولا تو اسے مجبوراً اپنی ظالمناہ کارروائیوں کا اعتراف کرنا پڑا۔

جنگ دیت نام کے دور میں بدنام زمانہ امریکی بیان کی تمہید میں یہ لکھا ہوا ہے: ”یہ ضروری ہو گیا تھا کہ دیہات کو بچانے کے بجائے انھیں تباہ کر دیا جائے“۔ اس سے قبل جزل ووڈ نے کہا: ”اگرچہ یہ اقدامات بہت زیادہ سخت معلوم ہوتے ہیں، لیکن یہ زم ترین اقدامات ہیں جن پر عمل کیا جاسکتا ہے“۔ اس کی کارروائیاں بھی موروں کو تسلیم کر سکیں۔ آخر کار اس نے اپنی کمان جزل تا سکر بلس کے سپرد کی، تب بھی بغایت اُبل رہی تھی۔

اس کا جانشین، مستقبل کا ایک اور امریکی آری چیف بلس (جس کے نام پر ایک امریکی اڈے کا نام رکھا گیا ہے) قدرے معتدل مزاج انسان تھا، لکھتا ہے: ”حکام یہ فراموش کر چکے ہیں کہ انتہائی مشکل وقت وہ ہوتا ہے، جب قتل عام مکمل کیا جا چکا ہوتا ہے“۔ اس نے وسیع پیانے پر عقوبتی فوجی مہماں روک دیں اور محتاط رہتے ہوئے یہ امر تسلیم کر لیا کہ ”مورولینڈ میں فی الواقع تشدد اور غارت گری کا ارتکاب کیا گیا ہے“۔ بہر حال تقریباً اکثر حاضر ملازمت امریکی جرنیلوں کے مانند، جو نسلی جنگ، اختیار کرنے کی جبٹ رکھتے تھے، اس نے بھی کہا کہ ”امریکی فوجی موجودگی لامحہ و دعے سے کے لیے لازمی ہوگی“۔ جزل بلس کی پیش گوئی تھی: ”حکومت کی طاقت، تمام گمراہ کن بیانیے اور لفاظی کو ختم کر دے گی، جس کا مطلب یہ ہے کہ امریکا کو گلے سے پکڑ کر اکثر آبادی کو اپنا مطیع رکھنا ہوگا، باوجود یہ کہ آبادی کے محض چھوٹے سے حصے پر اس کی حکومت ہو“۔

بڈا جو کا قتل عام اور روشِ ضمیر، افسر شاہی

مورولینڈ میں سڑکوں کی تعمیر، تعلیم کی فراہمی، شہری ڈھانچے کی بہتری کے بھیس میں امریکی فوجی راج قوت اور ظلم کے بل پر قائم ہوتی گیا۔ ۱۹۰۵ء کے اوخر میں، میجر ہف سکاٹ، جواس وقت جلو میں کمانڈر (مستقبل کا ایک اور امریکی آری چیف) تھا، اسے یہ اطلاعات موصول ہوئیں کہ ”ایک ہزار تک مورو خاندانوں نے یکسوں کے خلاف احتجاج کے لیے جلو جزیرے میں واقع بڈا جو کے عظیم الجثہ خوابیدہ آتش فشاں کے دہانے کی طرف پیش قدمی کا فیصلہ کر لیا ہے“۔ میجر ہف کو اس احتجاجی مظاہرے پر حملہ کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آئی تو اس نے مذکرات کو ترجیح دی،

جبیسا کہ اس نے لکھا: ”یہ واضح تھا کہ بہت سے قبائلی ہماری کارروائی سے پہلے ہی مر جاتے، لیکن وہ کس مقصد کے لیے مرتے؟ کیا اس لیے کہ قبائلیوں سے ایک ہزار سے بھی کم ڈالر محصول اکٹھا کیا جائے؟ یاد رہے کہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر زندگی بہت ہی مشکل ہے اور زیادہ تر مورو اس وقت نہایت پر امن طور پر یقین آ جاتے جب ان کی فصلیں پک جاتیں۔“

پھر ۱۹۰۶ء میں ہف ساٹ بھٹی پر گھر چلا گیا اور اس کے غصیلے جنگبو اور دوسرے درجے کے کمانڈر کیپٹن جیمز ریوز نے، جسے سبک دوش صوبائی کمانڈر لیونز اڈ ووڈ کی بہت زیادہ محبت حاصل تھی، جلوکے موروں کے ساتھ جنگ جاری رکھنے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ موروں کی ہلکی سی مزاحمت کو بھی امریکی راج کے لیے خطہ سمجھتا تھا۔

جیمز ریوز نے خود ریز حملے کے متعلق خطرناک اطلاعات روانہ کیں۔ لیونز اڈ ووڈ نے مورو لینڈ میں اپنے فرائض منصوبی کی مدت میں اضافہ کرتے ہوئے آخرا کاری یہ فیصلہ کیا کہ ”اب بڑا جو کے موروں کا قلع قلع کر دینا ہوگا۔“ پھر اس نے حملے کے جواز کے لیے مزید جھوٹی اطلاعات روانہ کیں، جب کہ وزیر جنگ ٹافٹ کے ایک حکم کو نظر انداز کر دیا، جس میں تحریری اور واضح طور پر بیشگھی مختصری کے بغیر وسیع پیلانے پر فوجی کارروائیوں سے منع کیا گیا تھا۔

بہت سے مورو آتش فشاں کے دہانے سے واپس لوٹ آئے تھے۔ ۵ مارچ ۱۹۰۶ء کو ووڈ کی ایک بڑی باقاعدہ فوج نے پہاڑ کا محاصرہ کر لیا اور تین اطراف سے فوری طور پر حملہ کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ مورو قبائل نے جو زیادہ تر تواروں اور بیتھوں سے مسلح تھے، شدید مزاحمت کی، لیکن ان کی یہ مزاحمت انھی کے قتل عام پر منحصر ہوئی۔ کیونکہ ووڈ نے بڑا جو کے دہانے پر مشین گئیں، تو پ خانہ، جب کہ سیکڑوں بندوق بردار تعیبات کر دیے اور موروں پر بلا تفریق گولیوں کی بوچھاڑ کر دی، جس کے نتیجے میں غالباً ایک ہزار مورو مسلمان ہلاک ہو گئے۔ جب دھواں صاف ہوا، چھ کے سواتھ مور، تقریباً ۹۶ فی صد ہلاک ہو چکے تھے۔ لیونز اڈ ووڈ موروں کی لاٹیں دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ پانچ لاٹیوں کو اسی مقام پر پانچ نٹ گہرے گڑھے میں باد دیا اور یوں اپنی اس ”فتح“ پر فخر محسوس کرتے ہوئے اس نے اطلاع دی: ”تمام مزاحمت کار ہلاک ہو گئے ہیں۔“ اس کے کچھ فوجیوں نے فخر یہ انداز میں سیکڑوں خواتین اور بچوں کی لاٹیوں پر کھڑے ہو کر تصویریں بنوائیں کہ

جیسے وہ جانوروں کے شکار کے بعد بہت بڑی ٹرانسی جیت کر لائے ہوں۔ یہ بدنام زمانہ تصاویر میں سویں صدی کے اوائل میں تیزی سے دنیا بھر میں پھیل گئیں۔ اس پرسامراج مختلف میدیا گھنے سے پاگل ہو گیا اور وہ کو انتہائی بدنامی کا سامنا تھا۔

اس سے پہلے کہ اس بدنام زمانہ واقعے کا تذکرہ اخبارات میں آتا، امریکی صدر چیزوور روزویلٹ نے وہ کو ایک مبارک باد کا خط بھیجا: ”بھتیا روں کی نمایش کا شان دار مظاہرہ کر کے تم اور سپاہیوں نے امریکی جنڈے کا وقار بلند کھا ہے، شabaش“۔

دانش ور، مارک ٹوین نے یہ کہا: ”قدیم قاتلوں کی روایت کے مطابق ایک دوسرے پر دھری ڈیوں پر مشتمل ڈھیر پر جنڈا بلند کر دینا چاہیے۔“ وہونے لکھا: ”هم نے انھیں مکمل طور پر ختم کر دیا اور اپنی مردہ ماں کے لیے روتا ہوا ایک بچھی نہیں زندہ چھوڑا۔“ ڈیلویوی بی ڈیویوں نے پہاڑ کے دہانے کی تصویر کو ایک انتہائی روشن علامت قرار دیا، اور لکھا: ”اسے کرہ جماعت کی دیوار پر آؤز اس کیا جائے تاکہ طلبہ کو علم ہو سکے کہ جنگیں، خاص طور پر حقیقی فتح کی جنگیں، کیا ہوتی ہیں؟“

۱۹۰۶ء کے بڑا جو قتل عام کا حقیقی سانحہ، مور جنگ کا ایک ایسا باب تھا کہ جس طرح افغانستان کے خالی دیہات، جہاں قدم پر بارودی سرنگوں کا بچھایا گیا جاں تھا، جس کا ۱۱-۲۰۱۲ء میں میرے اپنے [امریکی] فوجیوں نے افغانستان میں ارتکاب کیا۔ جس کا بدنام زمانہ نتیجہ وہ تباہی تھی جب طالبان نے ۲۰۰۹ء میں واقع کینگ نامی متحارب چوکی کو تقریباً وند دیا تھا۔

یہ بدنام زمانہ واقعہ ایک ماہ تک امریکی اخباروں کی شہرخیوں کی زینت بنارہ۔ مثال کے طور پر ۱۹۰۶ء کو روزنامہ نیشن کے ادارے میں سوال اٹھایا گیا: ”کیا موروں کے متعلق کوئی مخصوص حکمت عملی اختیار کی جا رہی ہے؟۔۔۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک بے مقصد جنگی مشق کی جارہی ہے، جس کے دوران بعض اوقات خود ریز کامیابیاں بھی حاصل ہو جاتی ہیں۔۔۔ لیکن جنگ مسلسل جاری رہتی ہے اور کوئی یہ معلوم بھی نہیں کر سکتا کہ ہم کوئی کامیابی حاصل کر بھی رہے ہیں؟“ یہ اقتباس جنوبی فلپائن میں بے سود اور بے امید جمود کو مختصر طور پر بیان کرتا ہے۔ تاہم، اس وقت (اور جس طرح حال ہی میں واشنگٹن پوسٹ نے) اکٹھاف کیا ہے: ”امریکی جرنیلوں اور سینیئر امریکی حکام، جنگوں کے جمود کو کامیابی میں تبدیل کرنے کے قابل نہیں ہیں۔“

مورولینڈ میں 'ترقی' کا سراب

جیسا کہ ماضی میں ویت نام اور حال میں افغانستان میں، وہ امریکی جرنیل، جنہوں نے موروں کے خلاف جنگ لڑی، ہمیشہ سے عوام کو یہی سمجھایا تھا کہ ”کامیابیاں حاصل ہو رہی ہیں اور یہ کہ قیخ اب حاصل ہوا ہی چاہتی ہے۔“ اب مورولینڈ کی طرح افغانستان کی نہ ختم ہونے والی جنگ نے سیاست دانوں اور یکساں طور پر طالع آزماء جرنیلوں کی حرتوں کو نگل لیا ہے۔ جس کی ایک وجہ ماضی کی طرح یہ رہی ہے کہ تنازع بڑی حد تک عوامی نگاہ سے ماورائے ناچاہا۔

اگر فلپائن کے جزائر میں وسیع پیانا پر پورش دب جاتی ہے، تو اکثر امریکی، وطن سے ہزاروں کلو میٹر دور جنگ کے تماشے میں دل چسپی کھو دیں گے۔ موروں کے خلاف جنگ میں شامل جرنیلوں (دہشت گردی کے خلاف جنگ کی طرح) کو زیادہ تر نظر انداز کیا گیا۔ حیرت ناک بات یہ ہے کہ امریکا میں بہت سے لوگوں کو یہ احساس تک نہیں کہ فلپائن میں کوئی جنگ جاری ہے۔

ایک کہنہ مشق جرنیل نے وہاں سے اپنے گھروپسی پر استقبالیہ دستوں کو یوں مخاطب کیا:

”خوشی بھرے ہاتھوں کے بجائے لوگ خاکی وردی میں ملبوس مجھے یوں گھور رہے ہیں کہ جیسے چڑیا گھر سے نج کروالپس آیا ہوں۔“ جنگ میں نبنتاً کم امریکی جانی نقصان کی وجہ عوام میں بے حسی تھی۔ ۱۹۰۹ء اور ۱۹۱۰ء کے برسوں میں باقاعدہ امریکی فوج کے محض آٹھ فوجی ہلاک ہوئے، جب کہ اسی طرح افغانستان میں ۲۰۱۶ء-۲۰۱۷ء کے دوران میں ۳۲۴ فوجی ہلاک ہوئے۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ مورولینڈ کا دورہ کیا جاتا، جس طرح آج افغانستان کا دورہ کر لیا جاتا ہے۔ لیکن مورولینڈ اس قابل نہیں کہ سنجیدہ قومی توجہ یا جنگ کی وسیع پیانا پر مخالفانہ توجہ حاصل کر سکے۔

حال ہی میں ایسا اکشاف واشنگٹن پوسٹ کے وہائے لاک کی طرف سے ہوا کہ جب وہ افغانستان کے زمینی حقائق کا مشاہدہ کر کے واپس آیا۔ مستقبل کے پانچ آری چیف اپنے سیاسی آقاوں اور عوام کے ساتھ مسلسل سفید جھوٹ بولتے رہے۔ وہ بدحواسیوں کے مرکتب ہوئے، جب کہ انہوں نے عوام کو کامیابی کے سبز باغ دکھائے۔ ادناسیفے، لیوزاڈ ووڈ، ہف سکاٹ، تاسکر بلس اور جان پر شنگ جنہیں امریکی فوج میں بہت زیادہ مقبولیت حاصل رہی، قوم کو مسلسل یقین دہانی کرتے رہے کہ ”موروں کے خلاف جنگ میں قیخ اب ہمارے ہاتھوں کی گرفت میں ہے۔“ مگر ایسا کبھی

نہیں ہوا اور نہ ہو سکے گا۔ موروں کے خلاف امریکی جنگ کے خاتمے کے ۱۰۶ برس بعد بھی، واشنگٹن پوسٹ نے یہ بتایا ہے کہ ”ہمارے موجودہ دور میں بھی کس طرح ایک کے بعد دوسرے کمانڈروں اور امریکی حکام نے ایک نہایت طویل جنگ میں کامیابی کے حوالے سے شہریوں کے سامنے مسلسل جھوٹ بکا۔ اس لحاظ سے اس دور کے مختلف جرنیلوں، مثلاً ڈیوڈ پیٹریاس، شینلے میک کرشنل، مارک ملے غیرہ نے بھی لیونارڈ ووڈ، ناسکر بلس کی طرح پریشان کن خبریں تحقیق کیں“۔

اکتوبر ۱۹۰۳ء میں، لیونارڈ ووڈ نے لکھا تھا کہ ”مورو کا معاملہ بخوبی طے کر دیا گیا ہے۔“ بعد ازاں جون ۱۹۰۶ء میں، ایک باغی رہنمہ را توعلیٰ کو گرفتار اور ہلاک کر دیا گیا۔ تب کولیریز نامی جریدے نے را توعلیٰ کا انجام: مورو جنگ کی آخری جنگ کے عنوان سے ایک ہوش را مضمون شائع کیا۔

بڑا جو کے بعد، ناسکر بلس نے ووڈ کی فوجی کارروائیوں کی رفتار مدھم کر دی، مورو لینڈ کا تقضیلی دورہ کیا اور کہا تھا: ””نسل درسل جنگ کے مانند ایک ایسی ممکنہ ہم، جو صوبے کو مکمل طور پر مطیع کرنے کے لیے ضروری تھی“۔ ۱۹۰۶ء میں اس نے موروں کو ”حشی“ اور ”مسلمانوں“ کے لقب سے پکارتے ہوئے کہا کہ ”انھیں محض چند برسوں میں تبدیل نہیں کیا جا سکتا اور امریکی عوام کو فوری نتائج کی توقع نہیں کرنی چاہیے، کہ جس طرح اپنا مقصد حاصل کرنے کی خاطر ایک صدی یا زیادہ مدت در کار ہوتی ہے۔“ بلاشبہ، مورو، آج بھی عرصہ دراز سے غلبہ میں مقیم امریکی اور ان کے حليف فلپائنی فوجیوں کے خلاف، ایک حقیقی ”نسل درسل جنگ“ لڑ رہے ہیں۔

تب اور اب

۱۹۱۳ء میں جلو میں امریکی سربراہی میں اڑی گئی آخری بڑی جنگ، بڑا جو کی تکرار ثابت ہوئی، جب سیکڑوں مور، بڈباؤ کسک کے ایک اور دہانے کے اوپر چڑھ گئے۔ پرشنگ، جس نے ووڈ کے ان ہتھکنڈوں اور حکمت عملیوں پر تقدیم کی تھی، ایک دفعہ پھر اس نے ایک انہتائی غیر انسانی اور بے رحم فوجی کا رروائی انجام دینے کے لیے پہلے بات چیت کا جال بچھایا، اسی دوران ناکہ بندی کا اہتمام کیا۔ پھر آخر میں اس نے پہاڑ کی چوٹی پر فوجی یلغار کر کے تقریباً ۲۰۰۰ تا ۳۰۰۰ مرد، خواتین اور بچے ہلاک کر دیے۔ پرشنگ کی فوج کی بھاری اکثریت فلپائنی تھی، جس کی قیادت امریکی افسران کے ہاتھ میں تھی۔ یہی حکمت عملی افغانستان میں مقامی فوجیوں کے ذریعے اپنائی گئی،

جس کے باعث ان ناکام جنگوں میں دونوں جگہ، امریکی فوجیوں کو بہت کم نقصان پہنچا۔ اگرچہ موجودہ فوجی افسران اور بعد کے موئخین کا دعویٰ تھا کہ ڈباؤ گسک کی لڑائی نے مورومزاحمت کی کرتوڑی، لیکن ایسا کم ہی ہوا۔ اس کے بعد فلپائنی فوجیوں ہی کو تقریباً تمام اموات کا سامنا کرنا پڑا، جب کہ امریکی فوجی آہستہ آہستہ میدان جنگ سے غائب ہو کر پس پرده تماشائی بن گئے۔ مثال کے طور پر جب کل جانی نقصان کا اندازہ لگایا گیا، تو ۱۹۱۳ء کا سال موروجنگ کا حقیقی طور پر خوب ریز ترین بر سر تھا کہ جس طرح ۲۰۱۸ء، جنگ افغانستان کا خوب ریز ترین بر سر تھا۔ ۱۹۱۳ء کے اوخر میں، پرشنگ نے صوبے کے مستقبل کے متعلق غیر یقینیت کا خلاصہ یوں پیش کیا: ”جو چند کامیابیاں حاصل کیں اور بزور قوت ایک حکومت بھی قائم کر لی مگر اس کو کیسے چلایا جائے، اس کا ابھی تک تعین نہیں کیا جاسکا“۔ اور سچی بات یہ ہے کہ مشرق وسطیٰ کے تنازعات، مورواور افغانستان کبیں بھی ہماری کامیابی کا تعین نہیں کیا جاسکا۔

نیلا میں فلپائنی حکومت، باغی موروں کے خلاف جنگ جاری رکھے ہوئے ہے۔ آج بھی، دو تنظیمیں اسلامی ابوسیاف، اور علیحدگی پسند مورو اسلامک بریشن فرنٹ، ۔۔۔ وہاں مرکزی حکومت کے تسلط کے خلاف مزاحمت کر رہی ہیں۔ نائن الیون کے بعد، امریکی فوج نے ایک دفعہ پھر مورو لینڈ میں مداخلت کی اور فلپائنی فوجی یونیٹس کی مشاورت اور معاونت کے لیے پیش فوجی دستے بھجوائے۔ ۲۰۰۳ء میں جب امریکی افواج جولو کے مرکزی ہوائی اڈے پر اتریں، تو ان کا استقبال ایک بیزکی اس تحریر سے کیا گیا تھا: ”ہم تاریخ کو ڈھرانے کی اجازت نہیں دیں گے! یہاں سے واپس چلے جاؤ۔“ جولو کے ریڈ یو اسٹیشن نے روایتی منظم قصے نشر کیے، اور ایک گلوکار نے یہ گیت گایا، ”ہم نے سنا کہ امریکی یہاں آ رہے ہیں اور ہم تیار ہو رہے ہیں۔ ہم اپنی تواریں تیز کر رہے ہیں تاکہ جب وہ آئیں، تو ہم انھیں ذبح کر دیں۔“

مورومسلمانوں کے خلاف امریکی ہمہ خود امریکا کے لیے بقتی کا موجب ثابت ہوئی ہے۔ ایک صدی سے زیادہ عرصے بعد اس کے فوجی ویں واپس آگئے، جہاں سے انھوں نے آغاز کیا تھا، اور ایک دفعہ پھر غصب ناک آزاد مقامی افراد کی طرف سے ان کے خلاف ناراضی کا اظہار ہو رہا ہے (CounterPunch، پڑولیا، کیلیفورنیا، امریکا، ۱۹ دسمبر ۲۰۱۹ء، ترجمہ: ادارہ)۔